

## پڑیے گر بیمار تو کوئی نہ ہو بیمار دار (۱) (بیماری غالب بہ زبان غالب)

ڈاکٹر عطا الرحمن میو

Dr. Atta u Rehman Meo

Associate Professor, Department of Urdu,

Lahore Garrison University, Lahore.

### Abstract:

Letters have an important role in Urdu literature. Ghalib has highlighted many important aspects in his letters. One of them is the physical pain of Ghalib. He suffered from many physical ailment, the pain and severity of which are well expressed in his letters. He used a number of terms to describe these physical disorders that seems to be no longer in use in Urdu literature. This article tries to explain obsolete words and their meanings in order to provide guidance for the novice researchers.

کلیدی الفاظ: سروچراغاں، لرزہ، اوجاع، سرعج التاثير، تحلیل، ناقص، افعال دماغ، عوارض، کک، تشنج، ٹیس، صاحب

فراش، احتراق، حظ اٹھانا

خطوط غالب اپنے باطن میں عصری تاریخ کے بنیادی ماخذ کے طور پر اپنی ایک الگ پہچان رکھتے ہیں۔ ان کی انفرادیت یہ ہے کہ ان کے مطالعے سے نہ صرف غالب کی نجی زندگی کے بہت سے چھپے ہوئے گوشے سامنے آتے ہیں جن میں غالب، سسکتا، بلکتا، کراہتا، تڑپتا اور اپنی زندگی سے عاجز دکھائی دیتا ہے بلکہ وہ ایک حوصلہ مند، بااعتماد، مورخ، نقاد، ماہر لسانیات، مکتوب نگار، تخلیق کار، جوہر شناس / مردم شناس، لغت نگار اور انسان دوست کے طور پر اپنا تعارف کرواتا ہے۔

خطوط غالب میں غالب نے اپنے بہت سے جسمانی عوارض کی لمحہ بہ لمحہ تصویر کشی کی ہے جنہیں پڑھ کر یوں لگتا ہے گویا ہم خود اپنی آنکھوں سے ان عوارض کی تکلیف، کک، تشنج، جسمانی کچھاؤ، اعصابی درد اور چہرے کے بننے بگڑتے تیز دیکھ رہے ہیں۔ ہم خود ان عوارض کی ٹیسس محسوس کر رہے ہیں لیکن مشیت ایزدی کے سامنے بے بس ہیں کہ غالب کے ان عوارض کا مداوا کرنا ہمارے بس سے باہر ہے۔ کوئی ایک تکلیف ہو تو اس کا ذکر کیا جائے۔ جب جسم ہی بیماری سے چھلنی ہو چکا ہو تو پھر کس کس کا رونا رویا جائے۔ اپنے ایک شاگرد نواب انوار الدولہ بہادر شفق کے نام اپنی بیماری کے حوالے سے لکھتے ہیں:

”سال گزشتہ مجھ پر بہت سخت گزرا۔ بارہ تیرہ مہینے صاحب فراش رہا۔ اٹھنا دشوار تھا۔ چلنا پھرنا کیسا؟ نہ تپ، نہ کھانسی، نہ اسہال، نہ فالج، نہ لقوہ، ان سب سے بدتر ایک صورت پر

کدورت یعنی احتراق کا مرض۔ مختصر یہ کہ سر سے پاؤں تک بارہ پھوڑے۔ ہر پھوڑا ایک زخم۔ ہر زخم ایک غار۔ ہر روز بے مبالغہ بارہ تیرہ پھائے اور پاؤ بھر مرہم درکار۔ نو دس مہینے بے خور و خواب اور شب و روز بے تاب رہا ہوں۔ راتیں یوں گزری ہیں کہ اگر کبھی آنکھ لگ گئی۔ دو گھڑی غافل رہا ہوں گا کہ ایک آدھ پھوڑے میں ٹیس اٹھی، جاگ اٹھا، تڑپا کیا، پھر سو گیا، پھر ہوشیار ہو گیا۔ سال بھر میں سے تین حصے دن یوں گزرے۔ پھر تحفیف ہونے لگی، دو تین مہینے میں لوٹ پوٹ کرا چھا ہو گیا۔ نئے سرے سے روح قالب میں آئی۔ اجل نے میری سخت جانی کی قسم کھائی۔ اب اگرچہ تندرست ہوں لیکن ناتواں اور سست ہوں۔ حواس کھو بیٹھا۔ حافظے کو رو بیٹھا۔ اگر اٹھتا ہوں تو اتنی دیر میں اٹھتا ہوں کہ جتنی دیر میں ایک قدم دیوار اٹھے۔“ (۲)

دنیاوی رنج و الم اور ذاتی، جسمانی تکالیف نے غالب کو جو داغ دیے یہ داغ اگرچہ انتہائی غم انگیز تھے لیکن ان داغوں سے کھیلنا، ان سے حظ اٹھانا، غالب کا مشغلہ بن گیا۔ ان داغوں کے حوالے سے غالب یوں گویا ہوتے ہیں:

لوگوں کو ہے خورشید جہاں تاب کا دھوکا

ہر روز دکھاتا ہوں میں اک داغ نہاں اور (۳)

جسمانی عوارض کی تکالیف سے غالب کا پورا جسم داغ داغ ہو چکا تھا۔ جب جسم میں بارہ پھوڑے، سرایت کر جائیں اور ان پھوڑوں کی تکلیف کم ہونے کی بجائے بڑھتی جائے۔ حکیم، وید، اطبا کا علاج بے اثر ہو جائے، تو غالب تڑپے نہ تو کیا کرے۔ ٹیسس بھی ایسی کہ جو ناقابل برداشت ہوں۔ چلنا پھرنا معدوم ہو جائے۔ چار پائی پر پڑے پڑے دن گزرے۔ اپنی اسی بے بسی کی کیفیت کو غلام حسنین قدر بلگرامی کو اپنی بیماری کے حوالے سے غالب رقم طراز ہیں:

”میں برس دن سے بیمار تھا۔ ایک پھوڑا اچھا ہوا۔ دوسرا پیدا ہوا۔ اب فی الحال دونوں پاؤں

ہاتھوں میں نو پھوڑے ہیں۔ دونوں پاؤں پر دو پھوڑے پنڈلی کی ہڈی پر ایسے ہیں کہ جن کا

عمق ہڈی تک ہے۔ انہوں نے مجھ کو بٹھا دیا، اٹھ نہیں سکتا۔ حاجتی دھری رہتی ہے، پلنگ پر

سے کھسل پڑا۔ پھر پڑ رہا۔“ (۴)

کوئی ایک مرض ہو تو اس کو برداشت کیا جائے، جہاں ہزار ہوں تو ان سے نمٹنا جان جو کھوں کا کام ہے۔ مثل مشہور ہے ”جس تن لاگے وہی تن جانے“ دوسرا تو یہی سمجھتا ہے بھلا چنگا ہے۔ خوب خوش گفتاری کر رہا ہے۔ اس کو کیا معلوم کس طرح اپنی طبیعت پر جبر کر کے عیادت کو آنے والوں سے محوکلام ہے۔ غالب نے خود اس کی عکاسی کی ہے:

ان کے دیکھے سے جو آجاتی ہے منہ پر رونق

وہ سمجھتے ہیں کہ بیمار کا حال اچھا ہے (۵)

یہ منہ کی رونق دوسروں کو سراب میں مبتلا کر دیتی ہے اور بیمار انسان ان کے جملے سن کر پیچ و تاب کھا کے رہ جاتا ہے وہ

جو کہتے ہیں:

کسی کی جان گئی آپ کی ادا ٹھہری (۶)

غالب بھی اپنوں اور غیروں کی ایسی ہی اذیتوں کا شکار تھے لیکن انتہائی سخت جان تھے۔ جس کا اظہار غالب نے اپنے شعر میں یوں کیا ہے:

کاؤ کا وِ سخت جانی ہائے تنہائی نہ پوچھ  
صبح کرنا شام کا لانا ہے جوئے شیر کا (۷)

کوئی ایک غم ہو غالب کی ذات کا تو بیان کیا جائے۔ جہاں زندگی غموں کا انبار بن جائے تو جینے کے لئے چھتے کا جگر چاہیے۔ شیر کا سا حوصلہ چاہیے۔ حزن و یاس اور مختلف عوارضوں کی اذیتوں نے غالب کو ادھ موا کر دیا تھا۔ نبی بخش حقیر کے نام اپنے خط میں دانتوں اور مسوڑھوں کی تکلیف کے بارے میں لکھتے ہیں:

”اب میرا حال سنو! منجن پہنچا۔ درد سے مر رہا تھا۔ واللہ بے تکلف کہتا ہوں۔ میں نے اس بچپن برس کی عمر میں ایسی سرج التا خیر دو انہیں دیکھی۔ ایک بار کے لگانے سے درد تو فوراً جاتا رہا۔ صبح کو ورم بالکل نہ تھا۔ ڈاڑھ کے درد کی مگر اکیسریہ ہے، لیکن باوجود اس کے تکلیف نہ گئی۔ بھائی یہ درد از قسم او جاع نزلہ و رطوبت نہیں۔ ڈاڑھ گرنے کو ہے۔ جگہ چھوڑ دی ہے۔ اوپر کو اٹھ آئی ہے۔ ہنوز کچھ علاقہ مسوڑھے سے باقی۔ جب وہ علاقہ چمکے اور ڈاڑھ گر چکے تب فرصت ہو۔ چاڑ ڈاڑھیں گر چکی ہیں، یہ پانچویں گرا چاہتی ہے۔ چوں کہ ہے انتہا میں، اس کو اکھڑوانہیں سکتا۔ بہ ہر حال آپ کی عنایت سے وہ درد اور ورم کہ جو منشاء آزار تھا، جاتا رہا۔ اب یہ قصہ تو جب تک زندہ ہیں، رہے گا، پاؤں بھی اب اچھا ہے۔ زخم تھوڑا سا باقی رہا ہے۔ زحمت و تکلیف ورنج و آشوب نہیں ہے۔“ (۸)

غالب کے یہ خطوط غالب کے جسمانی عوارض خواہ وہ دانت کا درد ہو، پاؤں کا ورم ہو، ڈاڑھوں کا گرنا ہو، درد قونج ہو، ہاتھوں پر پھوڑے ہوں، رگوں کا پھولنا ہو یا افعال دماغ کے ناقص ہونے کی بات ہو، لرزے میں مبتلا ہونا ہو، او جاع نزلہ یا رطوبت کا ذکر ہو، مسوڑھوں کی تکلیف ہو، یہ سب منشاء آزار تھے۔ زحمت و تکلیف، رنج و آشوب تھے۔ یہی تکالیف سہتے سہتے غالب کی زندگی گزری۔ میاں دادسیاح کے نام اپنی اس کیفیت کو اس طرح بیان کرتے ہیں:

”ایک برس سے عوارض فساد خون میں مبتلا ہوں۔ بدن پھوڑوں کی کثرت سے سرو چرغاں ہو گیا ہے۔ طاقت نے جواب دیا۔ دن رات لیٹا رہتا ہوں۔“ (۹)

چودھری عبدالغفور سرور کے نام بھی اپنی بیماری کے بارے میں یوں اطلاع دیتے ہیں:

”برس دن سے فساد خون کے عوارض میں مبتلا ہوں۔ ثبور و اورام میں لدر ہا ہوں۔ برس دن میں او جاع سہتے سہتے روح تحلیل ہو گئی۔ نشست و برخاست کی طاقت نہ رہی اور پھوڑے تو خیر، مگر دونوں پنڈلیوں میں ہڈیوں کے قریب دو پھوڑے ہیں۔ کھڑا ہوا اور پنڈلیوں کی ہڈیاں چرانے لگیں اور رگیں پھٹنے لگیں۔ بائیں پاؤں پر، کف پاسے جہاں تک وہ پھوڑا ہے، پنڈلی پر ورم ہے۔“ (۱۰)

چودھری عبدالغفور کو ایک اور خط میں اپنی بیماری کی کیفیت یوں بیان کرتے ہیں:

”صعوبت کو تصور کرو۔ ایک پھوڑا دائیں پہنچے میں، جس کو ساعد کہتے ہیں، دو پھوڑے بائیں پہنچے میں، یہ سہل ہیں۔ بائیں پاؤں میں کفِ پاؤں سے لے کر آدھی پنڈلی تک درم اور درم بھی سخت رادعات، محلات سے کچھ نہ ہوا۔ اب تجویز ہے کہ نیب کا بھرتا باندھیے۔ جب پکے، پھوٹے، تب مرہم لگائیے، کہو جب کفِ پاؤں میں جراحت کا عمل ہوا تو قیام کا کہاں ٹھکانا؟“ (۱۱)

حکیم غلام نجف خاں غالب کے دوست بھی تھے، ان کو اپنی حالت کے بارے میں اپنے خط میں اس انداز میں لکھتے ہیں گویا وہ ان کے سامنے بیٹھے ہیں اور ان کی کیفیت کو محسوس کر رہے ہیں اور غالب کو دلاسا دے رہے ہیں۔ خط کا اسلوب ملاحظہ ہو۔ کیا مکالمے کا انداز ہے! گویا آسنے سامنے بیٹھ کر دل کے پھپھولے پھوڑ رہے ہیں:

”بھائی! میں تم کو کیا بتاؤں کہ میں کیسا ہوں؟ طاقت یک قلم جاتی رہی ہے، پھوڑا بہ دستور ہے، رستا ہے خیر، محل اندیشہ نہیں ہے، رس رس کر مادہ نکل جائے گا۔ اس سے اور زیادہ خستہ و افسردہ ہوں۔ قبض کہ وہ جانی دشمن ہے، ان دنوں میں حد کو پہنچ گیا ہے۔ بہ ہر حال:

مرگیت بنام زندگانی“ (۱۲)

اپنی بے بسی، لاچارگی اور محتاجی کے حوالے سے غالب اپنے دوست میاں دادخان سیاح کو ایک اور جگہ اپنے خط میں یوں مطلع کرتے ہیں:

”رات کو صحن میں سوتا ہوں۔ صبح کو دو آدمی ہاتھوں پر لے کر دالان میں لے آتے ہیں۔ ایک کوٹھری ہے اندھیری، اس میں ڈال دیتے ہیں۔ تمام دن اس گوشہ تاریک میں پڑا رہتا ہوں۔ شام کو پھر دو آدمی بدستور لے جا کر پلنگ پر صحن میں ڈال دیتے ہیں۔“ (۱۳)

غالب کے بہت سے اشعار غالب کی زندگی، بیماری ان کی بے بسی اور لاچارگی کے عکاس ہیں اور بسا اوقات تو غالب اپنے اشعار میں شکوہ کنناں دکھائی دیتے ہیں۔ اشعار ملاحظہ ہوں:

زندگی اپنی جب اس شکل سے گزری غالب  
ہم بھی کیا یاد کریں گے کہ خدا رکھتے تھے (۱۴)

ایک اور جگہ یوں بیان کرتے ہیں:

منحصر مرنے پہ ہو جس کی امید

نا امیدی اس کی دیکھا چاہیے (۱۵)

دکھ، تکلیف انسانی طبیعت کا خاصہ ہے۔ زندگی کبھی پھولوں کی طرح مسکراتی ہے تو کبھی کانٹوں کی طرح اس قدر چبھتی ہے کہ انسان ان تکالیف سے عاجز آکر مرنے کی دعا مانگتا ہے۔ غالب کے یہ خطوط پڑھ کر ہمیں غالب کے ہاں بھی کچھ ایسی ہی کیفیت کا اظہار ملتا ہے کہ غالب اپنی ان تکالیف سے اس قدر تنگ آچکے تھے کہ اپنے خطوط کے ذریعے اپنے دوستوں کو اپنے مرنے کے بارے میں پیش گوئی کیا کرتے تھے اور آخری عمر میں یہ شعر ان کی زبان پر ہوتا تھا:

دم واپسیں برسر رہا ہے  
عزیز و اب اللہ ہی اللہ ہے (۱۶)

اسی طرح وہ اپنے اکثر خطوط میں بھی قریب مرگ ہونے کا ذکر کرتے تھے۔ درج ذیل چند اقتباسات ان کے ان خیالات کے عکاس ہیں:

”ستر برس کی عمر؛ آلام روحانی، نہ میں کہوں، نہ کوئی باور کرے، امراض جسمانی میں کیا کلام ہے؟ بائیں پاؤں میں مہینا بھر سے ورم ہے، کھڑے ہونے میں رگنیں پھٹنے لگتی ہیں۔ افعال دماغ ناقص ہو گئے۔ حافظہ گویا کبھی تھا ہی نہیں۔“ (۱۷)

ایک اور خط میں یوں رقم طراز ہیں:

”مجملاً حال میرا یہ ہے کہ قریب یہ مرگ ہوں۔ دونوں ہاتھوں میں پھوڑے، پاؤں میں ورم۔ نہ وہ اچھے ہوتے ہیں نہ یہ رفع ہوتا ہے۔“ (۱۸)

مولوی منشی حبیب اللہ خاں ذکا کو اپنے ضعف، قویٰ کے مضحل ہونے اور بابت پیری لکھتے ہیں:

”میری تہتر برس کی عمر ہے۔ پس میں اخرف ہوا۔ حافظہ گویا کبھی تھا ہی نہیں۔ سامعہ باطل بہت دن سے تھا، رفتہ رفتہ وہ بھی حافظے کے مانند معدوم ہو گیا۔ اب مہینہ بھر سے یہ حال ہے کہ جو دوست آتے ہیں، رسی پرش مزاج سے بڑھ کر جو بات ہوتی ہے وہ کاغذ پر لکھ دیتے ہیں۔ غذا مفقود ہے، صبح کو قند اور شیرہ بادام مقشر، دوپہر کو گوشت کا پانی، سرشام تلے ہوئے چار کباب، سوتے وقت پانچ روپے بھر شراب اور اسی قدر گلاب، خرف ہوں، پوچ ہوں، ہیج ہوں، عاصی ہوں، فاسق ہوں، روسیہ ہوں، یہ شعر میر تقی میر کا میرے حسب حالی ہے۔“

مشہور ہیں عالم میں، مگر ہوں بھی کہیں ہم  
القصہ نہ درپے ہو ہمارے کہ نہیں ہم (۱۹)

غدر ۱۸۵۷ء کے بعد غالب مختلف عوارض کا شکار رہے۔ چار سال تک درد قونج ان کے لئے وبال جان بنا رہا۔ پھر درد سر نے آن گھیرا۔ پھر جسم پر پھوڑے پھنیاں سر و چراغاں ہو گئیں اور نزلہ زکام کی بنا پر ان کے مسوڑھے پھول گئے اور ایک ایک کر کے ان کی ڈاڑھیں جھڑنے لگیں۔ جس کی بنا پر ان کے لئے غذا چباننا مشکل تر ہو گیا۔ سماعت ان کی باطل ہو گئی۔ یادداشت بھی آہستہ آہستہ ساتھ چھوڑتی گئی۔ بصارت نے بھی ہاتھ کھینچ لیا۔ مسلسل بیماریوں کی بنا پر ان کے پاؤں اور پنڈلیوں پر سوجن رہنے لگی یہاں تک کہ چلنا پھرنا ان کے لئے دو بھر ہو گیا۔ انہی ثبور و اورام نے غالب سے زیست کا سارا سامان چھین لیا، لیکن غالب کی ہمت دیکھیے کہ آخری لمحے تک انہوں نے دوست احباب کے خطوط پڑھنے، سننے اور ان کے جواب لکھوانے سے گریز نہ کیا تا آنکہ ان پر مرگ کی بیہوش طاری نہ ہو گئی۔

غالب نے اپنے خطوط میں اپنے اوپر بیتنے والی جن جسمانی بیماریوں کا ذکر کیا ہے، اب وہ تمام اصطلاحات یا الفاظ متروک ہو چکے ہیں۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہم نے عربی اور فارسی سے دوری اختیار کر لی ہے۔ جس کی بنا پر آج کے نو آموز محقق اور نقاد ان کے معنی و مفہام جاننے سے قاصر ہیں تا آنکہ وہ خصوصی دلچسپی اور لگن کا مظاہرہ کرتے ہوئے مختلف لغات کا سہارا

نہ لیں ان کے مطالب ان کی سمجھ سے بالا ہوں گے یا وہ انہیں دقیق الفاظ / املا سمجھ کر پڑھنے سے اجتناب کریں گے۔ اسی بنا پر ذیل میں غالب کی بیماری کے حوالے سے جن خطوط کے اقتباسات شامل مضمون ہیں۔ مختلف لغات سے استفادہ کر کے ان کی فرہنگ / معانی و مفاہیم لکھنے کی سعی کی ہے تاکہ عام قاری اس دور کی اصطلاحات کے بارے میں جان سکے۔

ورم: سوجن، بیماری کے باعث یا چوٹ کے سبب جسم کا پھول جانا، پھولن، گومڑا (فرہنگ آصفیہ، جلد چہارم، ص: ۶۲۸)

نیب کا بھرتا: نیم کا درخت، ایک نہایت تلخ درخت کا نام، اس کا چھلکا اتار کر، رگڑ کر پھوڑے پھنسیوں پر لگانا (فرہنگ آصفیہ، جلد چہارم، ص: ۶۲۵)

قولنج: وہ درد جو قولون انتڑی میں پیدا ہوتا ہے۔ ایک قسم کا درد شکم، درد پہلو (فرہنگ آصفیہ، جلد سوم، ص: ۴۰۲)

پیمپ: ریم۔ مواد (فرہنگ آصفیہ، جلد اول، ص: ۵۶۴)

رسنا: ٹپکنا، چوننا، تراوش کرنا (فرہنگ آصفیہ، جلد دوم، ص: ۳۵۸)

پھوڑا: بڑی اور موٹی پھنسی، گومڑا (فرہنگ آصفیہ، جلد اول، ص: ۵۵۶)

تپ چڑھنا: بخار کا نمایاں ہونا، بخار سے بدن کا جلنے لگنا، بخار کا دورہ ہونا (فرہنگ آصفیہ، جلد اول، ص: ۵۵۶)

پھوڑا پھوٹنا: پھوڑے سے آلائش نکالنا (فرہنگ آصفیہ، جلد اول، ص: ۵۵۶)

سوزش: جلن، کھولن (فرہنگ تلفظ، ص: ۴۷۲)

مادہ منجمد: مادہ، پیپ، وہ چیز جو محسوس ہو سکے۔ (فرہنگ آصفیہ، جلد چہارم، ص: ۲۵۲)

پھابا: وہ کپڑا جس پر مرہم لگا کر زخم پر چپکا تے ہیں، گول کترا ہوا کپڑا، روئی کا پھویا (فرہنگ آصفیہ، جلد اول، ص: ۵۴۵)

اسہال: ایسی حالت جس میں روز کم سے کم تین بار آنتوں سے پتلا یا سیالی فضلہ آتا ہے۔ دست، پتلی اجابت (فرہنگ تلفظ، ص: ۳۷)

فالج: اعصابی خلل کے باعث اعضا کا شل ہو جانا (فرہنگ تلفظ، ص: ۵۳۳)

لقوہ: جڑے کا فالج جس میں دہانہ ٹیڑھا ہو جاتا ہے۔ (فرہنگ تلفظ، ص: ۶۰۵)

رنڈی: ارنڈ کا بیج، ایک ریشہ جو ریشم کی طرح نرم ایک کونے سے نکلتا ہے جو ارنڈ کے درخت پر پلتا ہے۔ اس بیج سے تیل حاصل کیا جاتا ہے جو لقوہ، فالج، قولنج، دمہ، کھانسی کے لئے نافع ہے۔ ورم کو تحلیل کرتا ہے۔ (فرہنگ تلفظ، ص: ۲۶)

لرزہ: وہ کپپی جو خوف یا بیماری کی وجہ سے ہوتی ہے۔ (فرہنگ تلفظ، ص: ۶۰۴)

اوجاع: تکالیف، درد (فرہنگ تلفظ، ص: ۷۵)

رطوبت: گیلا ہونا، نمی، سبل، تھوک، مانعیت (فرہنگ تلفظ، ص: ۴۲۸)

حاجتی: وہ ظرف جس میں بیمار چار پائی پر پڑے پڑے پیشاب کر لیتے ہیں یا امیروں کے پلنگ کے پاس بوقت شب رکھی جاتی ہے۔ (فرہنگ آصفیہ، جلد دوم، ص: ۱۵۳)

قُبُور: چھوٹے دانے، چھوٹے پھنسی، ہلاکت، نقصان، بربادی (almaary.com)  
 رادعات: پیپ، مواد، زخم کی پکی ہوئی آلائشیں (فرہنگ آصفیہ، جلد دوم، ص: ۳۴۱)  
 جراحات: زخم، گھاؤ، ریش، چیر (فرہنگ آصفیہ، جلد دوم، ص: ۳۹)  
 افسردہ: نچوڑا ہوا، دبا کر نکالا، عرق، رس (فرہنگ تلفظ، ص: ۴۷)  
 ان عوارض کی شدت اور کراہت کو بیان کرنے کے لئے اور ان تکالیف سے اپنی اکتاہٹ اور نقاہت کی منظر کشی جن  
 الفاظ میں غالب نے کی ہے، ان میں سے چند ذیل ہیں:

مرغ نیم لعل: بے قرار۔ مضطرب  
 احترام: جلنا، سوختہ ہونا، بھڑکنا، سوزش، جلن (فرہنگ تلفظ، ص: ۱۴)  
 تلوا: ایڑی اور پنچے کے بیچ کا حصہ، پاؤں کا زمین پر ٹکنے والا رخ (فرہنگ تلفظ، ص: ۲۳۵)  
 کدوت: مکدر، کدورت آمیز (urduinc.com)  
 بے خور و خواب: وہ شخص جو کھائے نہ سوائے، بے چین و بے آرام (فرہنگ آصفیہ، جلد اول، ص: ۴۵۴)  
 لوٹ پوٹ کر: لڑکتا پڑکتا، لوٹنیاں کھاتا ہوا، عاشق، فریفتہ، اضطراب (فرہنگ آصفیہ، جلد چہارم، ص: ۲۱۹)  
 سخت جانی: جھاکشی، برداشت مصیبت، زحمت کشی (فرہنگ آصفیہ، جلد سوم، ص: ۳۹)  
 تولید صالِح: تازہ خون بننا (فرہنگ آصفیہ، جلد اول، ص: ۶۴۰)  
 سامعہ باطل: سننے کی قوت کم ہونا (فرہنگ آصفیہ، جلد سوم، ص: ۱۲)  
 کف پا: پاؤں کا تلوا (فرہنگ تلفظ، ص: ۵۶۴)  
 پوچ: صفت، لغو بہودہ، جاہل، مہمل، احمق (فرہنگ آصفیہ، جلد اول، ص: ۵۳۹)  
 ہیچ: بے سود، قلیل، قابل نفرت (فرہنگ تلفظ، ص: ۷۶۶)  
 عاصی: تقصیر وار، خطا کار (فرہنگ تلفظ، ص: ۵۱۴)  
 لنگ لنگاں: لنگڑا، لنگڑاپن (فرہنگ آصفیہ، جلد چہارم، ص: ۴۱۴)  
 صاحب فراش: وہ بیمار جو بستر سے نہ اٹھ سکے (فرہنگ آصفیہ، جلد سوم، ص: ۲۰۷)  
 مُقَصِّر: کوتاہی کرنے والا، کم رہنے والا (فرہنگ آصفیہ، جلد چہارم، ص: ۳۸۶)  
 سرلیج التاشیر: صفت، جلد اثر کر نیوالا، زود اثر (فرہنگ آصفیہ، جلد سوم، ص: ۷۶)  
 عمق: گہرائی، قصر، تہ (فرہنگ آصفیہ، جلد سوم، ص: ۲۸۷)  
 پڑرہنا: لیٹ رہنا، سو رہنا، بے دلی سے سونا (فرہنگ آصفیہ، جلد اول، ص: ۵۲۱)  
 سرو چراغاں: ایک قسم کا جھاڑو جو سرو کے درخت کی مانند ہوتا ہے اور محفلوں میں روشن کیا جاتا تھا۔  
 (فرہنگ آصفیہ، جلد سوم، ص: ۷۴)  
 مفقود: کھویا گیا، ناپید (فرہنگ آصفیہ، جلد چہارم، ص: ۳۸۱)  
 انحراف: سٹھیایا ہوا، پیر فرتوت (فرہنگ تلفظ، ص: ۱۷)

غالب کے یہ خطوط غالب کی خودنوشت کے آئینہ دار ہیں جن کو پڑھ کر ہم غالب کے دوستوں، ان کے رویوں اور دیگر سماجی باتوں سے آگاہ ہوتے ہیں۔ غالب نے جب یہ خطوط لکھے اس وقت فارسی، عربی زبان کا چلن عام تھا۔ انگریزی بھی بتدریج اپنی جگہ بنا رہی تھی لیکن ابھی تک تحریر و تقریر میں اس کا رواج عام نہ ہوا تھا۔ غالب نے اپنے دور کی مروج زبان جسے اردو کہا جاتا تھا، اس کو خطوط کے اظہار کا ذریعہ بنایا لیکن اس زبان میں عربی فارسی کے مرکبات عام تھے۔ آج کے دور میں چوں کہ ہمارے تعلیمی اداروں میں فارسی اور عربی زبان سے رشتہ منقطع ہو چکا ہے اور عام قاری بھی فارسی اور عربی کی تراکیب سمجھنے سے قاصر ہے۔ غالب کے خطوط کا اسلوب اور اس میں برقی گئی زبان خاص طور پر ایسے خطوط جس میں غالب نے اپنی جسمانی بیماریوں کا ذکر کیا ہے، ان خطوط میں حکیموں اور طبیبوں کی اصطلاحات برتی ہیں، یہ آج کے قاری کے لئے نئی ہیں۔ انہی مسائل کو پیش نظر رکھتے ہوئے، شامل مضمون خطوط کے اقتباسات میں استعمال کی گئی اصطلاحات، مرکبات اور تراکیب کی فرہنگ شامل کی گئی ہے تاکہ آج کا قاری اور طالب علم اس سے استفادہ کر سکے۔

### حوالہ جات

- ۱۔ غالب، اسد اللہ خاں، دیوان غالب (نسخہٴ عرشی)، مرتبہ: امتیاز علی خاں عرشی، لاہور: مجلس ترقی ادب، طباعت دوم، ۲۰۱۱ء، ص: ۲۳۶
- ۲۔ ایوب صابر، ڈاکٹر، مرتبہ: انتخاب خطوط غالب، لاہور: بیت الحکمت، ۲۰۰۲ء، ص: ۱۰۴
- ۳۔ غالب، اسد اللہ خاں، دیوان غالب (نسخہٴ عرشی)، مرتبہ: امتیاز علی خاں عرشی، ص: ۲۰۵
- ۴۔ ایوب صابر، ڈاکٹر، مرتبہ: انتخاب خطوط غالب، ص: ۱۰۳
- ۵۔ غالب، اسد اللہ خاں، دیوان غالب، مرتبہ: حامد علی خاں، لاہور: مطبوعات مجلس یادگار غالب، ص: ۱۴۲
- ۶۔ نسیم امر و ہومی، بشمولہ بیانہٴ غزل (جلد اول)، تالیف: محمد شمس الحق، اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن، ۲۰۰۸ء، ص: ۴۱۰
- ۷۔ غالب، اسد اللہ خاں، دیوان غالب (نسخہٴ عرشی)، مرتبہ: امتیاز علی خاں عرشی، ص: ۱۵۹
- ۸۔ ایوب صابر، ڈاکٹر، مرتبہ: انتخاب خطوط غالب، ص: ۲۴
- ۹۔ خلیق انجم، ڈاکٹر، مرتبہ: غالب کے خطوط، جلد دوم، لاہور: انجمن ترقی اردو پاکستان، بار دوم، ۱۹۹۸ء، ص: ۵۵۹
- ۱۰۔ ایضاً، خط نمبر ۲۰، ص: ۶۱۵
- ۱۱۔ ایضاً، خط نمبر ۱۹، ص: ۶۱۳
- ۱۲۔ ایضاً، خط نمبر ۱۵، ص: ۶۳۳
- ۱۳۔ ایوب صابر، ڈاکٹر، مرتبہ: انتخاب خطوط غالب، ص: ۱۱۵
- ۱۴۔ غالب، اسد اللہ خاں، دیوان غالب، مرتبہ: ڈاکٹر سید معین الرحمن، لاہور: ایئر کلبینس پرنٹرز، جرمن ایڈیشن، ۲۰۰۱ء، ص: ۱۴۷
- ۱۵۔ غالب، اسد اللہ خاں، دیوان غالب (نسخہٴ عرشی)، مرتبہ: امتیاز علی خاں عرشی، ص: ۲۸۸
- ۱۶۔ ایضاً، ص: ۴۳۷
- ۱۷۔ خلیق انجم، ڈاکٹر، مرتبہ: غالب کے خطوط، جلد دوم، خط نمبر ۹۹، ص: ۳۴۰
- ۱۸۔ ایضاً، خط نمبر ۱۰۲، ص: ۳۳۳
- ۱۹۔ ایوب صابر، ڈاکٹر، مرتبہ: انتخاب خطوط غالب، ص: ۱۱۴